



مَنْ كَانَ
مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ سَافِرًا
سَفَرًا وَعِدَّةً فَلْيُمْسِكْ مِنْ آيَاتِهِمْ

زِيَادَةُ رُقَا

تفصلاً شدہ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ و قربانی اور حج و عمرہ تلاوت کی تلاوت کی صورتیں

فقیر العصر حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی مدظلہم العالی

پشاور، مدرسہ امتداد العلوم، تمامہ ہون، ضلع مظفرنگر، برقی

صدیقی پبلشرز

صدیقی پبلشرز، 45، گلبرگ، لاہور، پاکستان



اصلاح کا آسان نسخہ

مجلد ارشاد تہذیبیہ حکیم الامت محمد الفتح حضرت علامہ محمد اشرف علی مدظلہ العالی نور اللہ مرقدہ
دور کعبت نفل نماز توبہ کی نیت سے پڑھ کر یہ دعا مانگو۔

کہ اسے اللہ میں آپ کا عتق نامرمان بندہ ہوں۔ میں فرمانبرداری کا ارادہ کرتا ہوں، مگر میرے ارادے سے کچھ نہیں ہوتا۔ اور آپ کے ارادے سے سب کچھ ہو سکتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ میری اصلاح ہو مگر ہمت نہیں ہوتی۔ آپ ہی کے اختیار میں ہے میری اصلاح۔ اسے اللہ میں عتق مبالغہ ہوں۔ عتق نصیبت ہوں۔ عتق کھنگار ہوں۔ میں عاجز ہو رہا ہوں۔ آپ ہی میری مدد فرمائیے۔ میرا قلب ضعیف ہے۔ کتابوں سے پینے کی قوت نہیں۔ آپ ہی قوت دینے۔ میرے پاس کوئی سامان نجات نہیں۔ آپ ہی غیب سے میری نجات کا سامان پیدا کرو دیجئے۔ اسے اللہ جو کتاب میں ہے اب تک کئے ہوں۔ انہیں تو اپنی رحمت سے معاف فرمائیے۔ گو میں یہ نہیں کہتا کہ آئندہ ان کتابوں کو نہ کروں گا۔ میں جانتا ہوں کہ آئندہ پھر کروں گا۔ لیکن پھر معاف کر لوں گا۔

فرض اسی طرح سے روزانہ اپنے کتابوں کی معافی اور بجز کا اقرار اور اپنی اصلاح کی دعا اور اپنی غلامی کو خوب اپنی زبان سے کہہ لیا کرو۔ صرف دس منٹ روزانہ یہ کام کر لیا کرو۔ نو بھائی دوا بھی مت چھوڑو۔ بد پرہیزی بھی مت چھوڑو۔ صرف ان تھوڑے سے نکتہ کا استعمال سوتے وقت کر لیا کرو۔ آپ دیکھیں گے کہ کچھ دن بعد غیب سے ایسا سامان ہوگا کہ ہمت بھی قوی ہو جائے گی۔ شایہ میں ابھی بت نہ سکے گا۔ وہاں ابھی ہمیشہ نہ آئیں گی۔ فرض غیب سے ایسا سامان ہو جاوے گا کہ آپ کے دل میں ابھی نہیں ہے۔

صدیقی شریف
مدنی ڈپارٹمنٹ، مدرسہ اسلامیہ، لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ



بِسْمِ اللّٰهِ مُحَمَّدًا وَ مَصلیًّا وَ مَسلِمًا

اللہ تعالیٰ نے ہزاروں اقسام کی نعموں سے اس دنیا کو آراستہ کرنے کے بعد جو انسان کو اس میں بھیجا تو وہ بلا مقصد نہیں ہے بلکہ خود اس کا مقصد بیان کر دیا کہ مَا خَلَقْتُ الْبَشَرَ إِلَّا لَعَلَّہُمْ یَعْبُدُونِ ہم نے جنوں اور انسانوں کو صرف عبادت کے لئے پیدا کیا۔ اور اس مقصد کے حصول کے لئے مدت مختص کر دی جس کا علم سوائے اللہ کے کسی کو نہیں کہ اس کو کتنی مدت ملی ہے یعنی اس کی کتنی عمر ہے جس میں اسے یہ فرائض سرانجام دینے ہیں اور جب وہ اپنی عمر پوری کر کے اس دار فانی سے جائے گا تو اس سے یقیناً سوال ہوگا کہ تم نے تمہیں اتنی عمر دی تھی تم نے اس میں کون کون سی عبادت سرانجام دی۔

اس لئے ہر شخص کے ذمہ یہ لازم ہے کہ اس پر جتنی نمازیں، روزے، حج، زکوٰۃ، قربانی، فطرہ، حجرتہ تلاوت اور انسانی قرض وغیرہ عبادت فرض ہیں ان سب کو اپنی زندگی میں پورا کرے تاکہ آخرت کے سوال جواب اور عذاب سے بچ سکے۔

اگر اب تک ان کی اوائلی نہیں کی تو فوراً ان کی ادائیگی کی طرف متوجہ ہو اور جو ادا ہو سکتی ہیں ان کو ادا کرے اور اس میں تاخیر کی اللہ سے معافی مانگے اور جو قضا ہو گئی ہیں ان کی بھی قضا کرے اور ان میں تاخیر کرنے کی اللہ سے معافی کا خواستگار ہو۔

عبادت کی دو قسمیں ہیں، ایک وہ عبادت جن کے لئے کوئی وقت مقرر نہیں، زندگی میں جب بھی انسان ان کو ادا کرے وہ ادا ہی ہوں گے جیسے زکوٰۃ، حجرتہ تلاوت انسانی قرض اور حج۔ یہ تو جب بھی ادا کریں گے قضا نہیں بلکہ ادا ہی شمار ہوں گے۔ مثلاً اگر دس سال سے صاحب نصاب ہے اس پر زکوٰۃ واجب ہے اور ادا نہیں کی تو اگر آج دس سال کی انٹھی ادا کرتا ہے تو وہ ادا ہی شمار ہوگی، اسی طرح اگر حج فرض ہوئے دس سال ہو چکے ہیں یا پچاس حجرتہ تلاوت واجب ہیں یا دس سال سے کسی کی رقم قرض لی ہوئی ہے اب تک نہیں دی اور آج ان کی ادائیگی کرتا ہے تو یہ قضا نہیں بلکہ ادا ہی شمار ہوگی بطور صدقہ یا عطا کرنا۔

کچھ ہوگی تو ہم حساب سے کیسے بچ سکیں گے۔

روزہ

بھی ایک ایسی عبادت ہے جس کی ادائیگی ہر شخص کے ذمہ خود واجب ہے کہ کوئی دوسرا کسی کی طرف سے نہیں رکھ سکتا اور نہ ہی روزہ کے بدلے فدیہ دیا جاسکتا ہے، البتہ اگر بغیر بیماری کے محض برصا پنے کی وجہ سے اس قدر کمزوری ہے کہ روزہ رکھنے پر جان کا اندیشہ یا سخت مرض لاحق ہونے کا خدشہ ہے اور حجیرہ سے یہ عسوس کر لیا ہے یا کسی منقعی معالج نے بتایا ہے کہ روزہ رکھنے سے جان کی ہلاکت ہے تب ہر روزہ کے بدلے ایک غریب کو صبح شام پیٹ بھر کر کھانا کھلانا، اور اگر دینا ہو تو پونے دو کھومندم فی روزہ یا اس کی قیمت فدیہ ہے جیسا کہ قرآن حکیم میں ہے، مگر یہ روزہ رکھ سکنے والے کے لئے نہیں ہے، نہ اس سے اس کا روزہ ادا ہوگا۔

بیماری میں چونکہ آج کل منقعی معالج کا میسر آتا ہے یا ناممکن سا ہے اس لئے روزہ رکھ کر حجیرہ کریں۔ اگر جان ضائع ہونے یا شدید ترین مرض کے لاحق ہونے کا اندیشہ ہو تو آگے چھوڑ کر قضاء کریں اور جب تک رکھنے کے قابل نہ ہوں نہ رکھیں۔ اگر اسی مرض میں موت آگئی اور صحت حاصل ہو کر قضاء کرنے کی مصلحت نہ ملی تو قضاء ہے اور نہ فدیہ۔ بلکہ معاف ہیں، اور اگر اتنی طاقت حاصل ہوگئی تھی کہ روزہ رکھ سکے پھر بھی نہ رکھے تو ان کی قضا واجب ہے، اگر قضا نہ کی گئی تو بعد وفات فدیہ واجب ہے اس کی وصیت کرنا بھی واجب ہے اس کا فدیہ بھی ایک آدمی کا پیٹ بھر کر دو وقت کھانا کھلانا یا پونے دو کھومندم یا اس کی قیمت فی روزہ فدیہ دیں۔

یہ فدیہ تو خدائی قرض کی ادائیگی ہے اور قصداً وقت کو نکلنے کا گناہ عظیم الگ ہوگا جو بغیر توبہ نصیحہ کے معاف نہ ہوگا، خود زندگی بھر اور مرنے کے قریب توبہ بھی کریں توبہ سے بے وقت ادائیگی کا گناہ ہی معاف ہوگا فدیہ نہیں۔

اس لئے اپنی زندگی ہی میں سب قضا ادا کر لیں، اس کی ادائیگی کے آسان طریقے پیش ہیں، ضروری پابندی سے تمام قضا میں پوری کر لی جائیں، مبادا ایسا نہ ہو کہ قضا میں رہ جائیں اور زندگی ختم ہو جائے، اس لئے صحت اہتمام کی ضرورت ہے۔

دوست مندوں اور طاقت والوں کا نماز، روزہ اور سجدہ ہائے تلاوت کو قصداً اس نیت سے چھوڑنا کہ بعد میں فدیہ دلاؤں گے صحت ترین گناہ ہے، کیا اس بات کا یقین ہو سکتا ہے کہ دینے

والے زندہ رہیں گے یا نہیں، بھروسے کے بھی یا نہیں۔

آج کل بعض علاقوں میں استقلا کا رواج ہے (استقلا کس کو کہتے ہیں اس کی تفصیل آگے آ رہی ہے) جس کے کرنے میں بہت سے مہلہ لازم آتے ہیں، مثلاً اگر مرنے والے نے وصیت نہیں کی کہ اس کے ذمہ اتنی نمازیں اور اتنے روزے ہیں جن کا فدیہ دیا جائے تو پھر بغیر اجازت وارثین اس مال متروکہ میں سے قلیل از تقسیم استقلا کے ذریعہ فدیہ دینا ان وارثین کے مال میں ڈاکہ ڈالنا ہے، اس لئے کہ مرنے ہی تمام مال وارثین کا ہو چکا ہے اور بلا اجازت ان کے مال میں تصرف حرام ہے، اس مال کو لینے والے اور استقلا کا عمل کرنے والے سب گنہگار ہوں گے۔

اور اگر میت نے وصیت کر دی تھی کہ مثلاً سو نمازوں اور اس قدر روزوں کا فدیہ دیا جائے تو اب اس کا نہ دینا میت کے مال میں ڈاکہ ڈالنا ہے اور گناہ عظیم ہے پہلے ترکہ کے ثلث حصہ میں سے فدیہ دیا جائے پھر ترکہ تقسیم کریں۔

استقلا اسی قسم کی بہت ہی خرابیوں کا باعث ہوتا ہے، اس رسم کے ذریعہ دولت مندوں کو چھوٹ دینا ہے کہ وہ بوجہ چاہے کریں جو چاہے نہ کریں، استقلا کے ذریعہ سب ساقط ہو جائے گا۔

قضاء نے مجبوری کے وقت میں اس کی کچھ مخصوص صورتیں ذکر کی ہیں جن کی تفصیل سب فقہ میں ہے اور کچھ تفصیل علامہ شاہی نے عربی رسالہ میں اور مفتی محمد شفیع صاحب نے ایک اور رسالہ میں تحریر کی ہے، جن کا مروجہ استقلا سے کوئی تعلق نہیں۔

غرض ہر انسان کو اپنی زندگی میں قضا شدہ تمام نمازوں، تمام روزوں اور تمام سجدہ ہائے تلاوت کو شمار کر کے زندگی بھر کا حساب لگا کر ادائیگی کی کوشش شروع کر دینی چاہیے، نکل کا حساب لگا کر اپنے پاس رکھ لیں اور جتنی جتنی ادا ہوتی جائیں ان کو وضع کر دیں باقی کی وصیت لکھ کر رکھ دیں کہ میرے ذمہ اتنی نمازیں، اتنے روزے وغیرہ عبادات ہیں تاکہ وارثین اول ترکہ کے ثلث میں سے ان کا فدیہ ادا کریں پھر تقسیم کریں، اس لئے کہ بغیر فدیہ ادا کیے تقسیم کرنا خدائی حق میں ڈاکہ ڈالنا ہے۔

بلکہ وارثوں کو توبہ چاہیے کہ اگر وصیت نہ کی ہو تو بھی بعد تقسیم اپنے حصہ سے یا خود اپنے مال سے فدیہ ادا کر کے میت کے عذاب میں تخفیف کرائیں تاکہ اس کا حق ادا ہو۔ قضاؤں کے آسان طریقے پیش ہیں تاکہ اپنی زندگی ہی میں قضا کر لی جائیں بعد میں نہ معلوم کوئی فدیہ دے، نہ دے۔

کیا۔ اسی طرح بے شمار عبادے ان پر واجب ہو گئے ہیں اگر زندگی میں ادا نہ کئے تو بعد مرنے کے فدیہ دینا پڑے گا۔

چونکہ ان کی ادائیگی کا کوئی وقت مقرر نہیں اس لئے یہ جب بھی ادا کئے جائیں گے ادا ہی شمار ہوں گے، اس کی ادائیگی کا آسان طریقہ یہ ہے کہ ہر نماز کے ساتھ غیر مکروہ وقت میں عین عبادت کی نیت سے کر لیا کریں، اس سہولت سے گرفت و سزا سے بچ سکتے ہیں بلکہ فدیہ سے بھی۔

واجبات

وہ عبادات جن کی ادائیگی کے لئے وقت مقرر نہیں ہے اگر اپنے وقت پر ادا نہیں کی ہیں تو اب ادا کریں۔ وہ قضا نہیں بلکہ ادا ہی ہوں گے البتہ وقت سے تاخیر کرنے کا گناہ ہوگا اس کے لئے توبہ کریں، جیسے صدقہ فطر، قربانی کی کھال کی قیمت ہے، قسم ٹوٹ جانے کا کفارے وغیرہ اب تک ادا نہیں کئے تو فوراً ادا کریں، یہ ادا ہی شمار ہوں گے، آگے تفصیل سے ان کی تعداد و مقدار آ رہی ہے۔

فدیوں کے طریقے اور مقداریں

سب سے بڑا فدیہ نماز کا ہے کیونکہ نمازیں ایک دن کی چھ ہیں، پانچ فرض اور وتر واجب، اور ہر نماز کا فدیہ پونے دو کھوگندم یا اس کی قیمت ہے۔ چھ نمازوں کا فدیہ ساڑھے دس کھوگندم یا اس کی قیمت ہوتی اور میتھ کے احتیاطاً ہمیں دن کے ۲۱۵ (میں سو پندرہ) کھوگوا سات من پینتیس کھوگندم بنے پھر اس کو بارہ ماہ کے لئے بارہ سے ضرب دیں۔ تو ۸۸ من ۲۰ کھوگندم ہوتے ہیں، یہ صرف ایک سال کی نمازوں کا فدیہ ہے۔

اب جتنے سال کی نمازیں رہ گئی ہوں ان کو اتنے سے ضرب دے کر معلوم کیجئے کہ کتنے من گندم اور کتنے لاکھ روپے بنتے ہیں۔

فرض کیجئے اگر دس سال کی نمازوں کا فدیہ گندم سے ادا کرنا ہے تو ۸۸-۲۰ ضرب ۱۰-۱۰۰۰ آٹھ سو یا سی من گندم ہوگی۔

اگر وارث لوگ بہت نیک بھی ہوئے تو یہ اتنی کثیر رقم بھی ہے کہ ان کے لئے بھی اس کو برداشت کرنے کی کم ہی امید ہے اور شاید ہی وہ اس کو ادا کر سکیں۔ اس لئے ہر مرد اور عورت کے لئے لازم ہے کہ وہ اپنی قضا نمازوں کی ادائیگی کی خود ہی فکر کریں۔

اور روزوں کا فدیہ گو اس سے کم ہوگا لیکن نمازوں کے ساتھ مل کر تو وہ بھی کثیر رقم بن جائے گی۔ خیال کیجئے اگر اس کے مطابق ترک نہ ہوا تو فدیہ کی ادائیگی کی کیا صورت ہوگی۔

سجدہ تلاوت

بعض نمازوں کے نزدیک راجح یہ ہے کہ ایک سجدہ کا فدیہ پونے دو کھوگندم ہے اس کا حساب اور اس کی قیمت بھی لگائیں اور پھر سوچیں کہ آپ کے بعد آپ کی وصیت سے یا بغیر وصیت سے سب کون ادا کر سکتا ہے، اس لئے زندگی ہی میں ان کی قضاء کر کے ان سے سبکدوش ہو جانا چاہئے، آخرت کے عذاب سے بچاؤ اسی صورت میں ممکن ہے۔

فدیہ وغیرہ ادا ہونے کی شرطیں

اللہ کے لئے جو کچھ دیا جاتا ہے وہ سب صدقہ ہے اس کی کئی قسمیں ہیں۔

(۱) فرض (۲) واجب (۳) سنت یا مستحب (۴) نفل۔ ان میں سے فرض واجب کی ادائیگی کے لئے دس شرطیں ہیں جب تک ان شرائط کا لحاظ رکھ کر ادا نہیں کریں گے، ادائیگی درست نہیں ہوگی، فرض صدقات حسب ذیل ہیں۔

۱۔ عشر کی ادائیگی کھیت یا باغ کی پیداوار میں سے اگر پانی بلا قیمت، بلا محنت ہو، محض بارش یا زمین کی نمی سے ہو تو پیداوار کا دسواں حصہ یعنی عشر دینا فرض ہے اور اگر پانی قیمت یا محنت یا دونوں سے ہو جیسے نہر کا، ٹیوب ویل کا، بڑے ڈول یا نلچے سے دیا ہو تو پیداوار کا بیسواں حصہ دینا فرض ہے، جو کچھ بھی پیدا ہو غذا وغیرہ میں سے۔ (نوٹ: یہ حکم شرعی زمینوں کا ہے)

۲۔ زیور کی زکوٰۃ، زیور سونے چاندی اور نقد رقم میں سے چالیسواں حصہ دینا فرض ہے۔
۳۔ جانوروں کی زکوٰۃ، اسی طرح وہ جانور جو خورد و کھاس کھا کر پرورش پائیں اور محض اون گوشت یا دودھ کے لئے پالے جائیں اونٹ، بکری، گائیں وغیرہ تو ان میں ان کے قاعدے کے مطابق زکوٰۃ دینا فرض ہے جس کی تفصیل علماء کرام سے معلوم کی جاسکتی ہے۔
جھارتی مال پر بھی چالیسواں حصہ زکوٰۃ فرض ہے۔

دوسری قسم

صدقات واجبہ کی ہے، جیسے فطرہ، فدیہ، کفارہ، قربانی کی کھال کی قیمت اور نذر و سنت۔

پہلی فرصت میں اپنے اعزہ کی طرف سے حج بدل کرانے کی کوشش کرنی چاہیے کہ یہ ان کا ہم پر حق ہے۔

کفارے

بعض جیلے یا بعض کام اس قسم کے ہیں کہ اگر کوئی شخص ان کا ارتکاب کرے تو اللہ عبادک و تعالیٰ کی طرف سے اس پر کچھ جرم نہ عائد ہوتا ہے جس کو کفارہ کہتے ہیں جس کی ادائیگی فرض ہے، اگر اپنی زندگی میں ادا نہیں کیا تو اس کی وصیت کرنا ضروری ہے، اور تہائی مال سے اول ان کی ادائیگی کی جائے پھر ترکہ تقسیم کریں۔ اگر وصیت نہیں کی تو ضروری تو نہیں لیکن درش کو چاہیے کہ اپنے بزرگوں کی طرف سے اب ادا کر دیں تاکہ وہ عذابِ آخرت سے بچ سکیں۔

کفارہ قسم

اگر کسی نے خدا کی قسم کھائی تھی کہ ایسا کروں گا پھر نہیں کیا تو قسم کا کفارہ فرض ہے کہ دس غریبوں کو صبح شام بیٹ بھر کر کھانا کھلائیں، اس کی طاقت نہ ہو تو تین روزے رکھیں۔

وہ کفارہ جس کی ادائیگی سے قتل، بیوی سے صحبت کرنا حرام ہے۔ اگر کسی نے اپنی بیوی کو کمر دیا کہ تو مجھ پر مل کے جسم کی طرح حرام ہے تو اس سے ان وقت تک صحبت حلال نہ ہوگی جب تک ساتھ غریبوں کو بیٹھا کر بیٹ بھر کر کھانا نہ کھلائیں۔

جان بوجھ کر روزہ توڑنے کا کفارہ

اگر فرض روزہ میں قصداً صحبت کر لی یا کچھ جان بوجھ کر کھاپی لیا تو روزہ ٹوٹ گیا، اس پر کفارہ واجب ہے یعنی ساتھ روزے مسلسل رکھنے فرض ہیں، اگر بہت کمزوری یا بیماری کی وجہ سے مسلسل روزے نہ رکھ سکیں تو ساتھ غریبوں کو صبح شام بیٹ بھر کر کھانا کھلائیں، اگر ایسا ہو گیا ہو اور وہ ادا نہ ہوا ہو تو وارثوں کو اپنے اعزہ کو عذاب سے بچانے کے لئے اب ان کی طرف سے ساتھ غریبوں کو کھانا کھلانا چاہیے، اگر وصیت کی ہے تو ان کے مال سے ورنہ اپنے مال سے ادا کریں۔

میت کی طرف سے وارث روزہ نہیں رکھ سکتا، صرف کھانا کھلانے سے کفارہ ادا ہوگا۔ ان کفاروں کی ادائیگی کے لئے چونکہ کوئی وقت مقرر نہیں ہے اس لئے فوری طور پر ان کو اپنی

زندگی ہی میں ادا کرنے کا اہتمام کرنا چاہیے، ادا نہ ہو سکے ہوں تو وصیت کرنی چاہیے۔ وصیت کی صورت میں تہائی ترکہ میں سے قبل تقسیم یہ کفارے ادا کئے جائیں گے اور اگر وصیت نہ کی ہو تو وارثوں کو اپنے اعزہ کو عذاب سے بچانے کے لئے اپنے پاس سے ان کفاروں کی ادائیگی کرنی چاہیے۔

قرض

قرض کی دو قسمیں ہیں، ایک خدائی قرض ہے اور ایک انسانی۔

خدائی قرض

جیسے زکوٰۃ، عشر کھیت یا باغ کا، صدقہ نظر اپنا یا نابالغ بچوں کا، قربانی اپنی طرف سے نذرے، کفارے، نذر و منت وغیرہ۔

انسانی قرض

کسی سے رقم ادھاری ہو، کرایہ، مر، امانت، وغیرہ، ان سب کی ادائیگی ہر سالانہ کے ذمہ فرض واجب ہے، اپنی زندگی میں ادا کئے جائیں اور اگر وصیت کر دی ہے تو مسائل کے موافق متروک مال سے، اگر وصیت نہیں کی ہے تو خدائی قرض کی ادائیگی واجب تو نہیں ہے البتہ اپنے پاس سے کوئی ادا کر دے تو عذاب سے نجات کی امید ہے۔ اور انسانی قرض کا اگر ثبوت ہے تو ترکہ میں سے پہلے قرضہ ادا کیا جائے گا بعد میں ترکہ تقسیم ہوگا اور اگر ثبوت نہ ہو تو احتیاطاً اپنے پاس سے دینے سے بھی ادا ہو جائے گا۔

رواجی اسقاط

ایک رسم یہ پڑی ہوئی ہے کہ جب کوئی مر جاتا ہے اور اس کے ذمہ بہت سی ٹھاریں، روزے، قسم کے کفارے وغیرہ ہیں جن کا فدیہ ناکھوں روپے بنتا ہے جس کو میت کے مال سے ادا کرنا مشکل نظر آتا ہے یا کرنا نہیں یا فدیہ زیادہ ہوتا اور رقم کم ہوتی ہے تو اس صورت میں ایک رواج دیا ہے جس کا نام اسقاط رکھا ہے، اس کی یہ صورت کی جاتی ہے کہ ایک قرآن پاک لیا جاتا ہے، اس کے ساتھ کچھ نقد رقم رکھی جاتی ہے، پھر ایک حلقہ بنایا جاتا ہے اور ایک شخص اس رقم اور قرآن پاک کو لے کر یہ کہتے ہوئے کہ یہ میت کی طرف سے فدیہ ہے

دوسرے کو دینا ہے وہ بھروسے کو یہ کہہ کر یہ میت کی طرف سے اور بھر بھرا پوتھے کو۔ اس طرح پورے عقیقے میں اس کو گھرایا جاتا ہے اور آٹھ دن آدیسوں کا دورہ کر کے وہ رقم صدقہ کوئی جاتی ہے اور یہ سمجھتے ہیں کہ میت کی گھر بھر کی نماز، روزہ اور سب گناہوں کا قہر ہو گیا ہے یہ صحیح نہیں، اس سے تو یہ خطرہ ہو گیا ہے کہ ہر شخص جو چاہے گناہ کر لے اور بھر بھری سی رقم سے عیال اسقاط کر اوتے تو سب گناہوں سے بچ جائے گا۔ اس میں بہت سی خرابیاں لازم آتی ہیں اور یہ بہت سے گناہوں کا مجموعہ ہے۔ علامہ شاہی نے اپنے عربی رسالہ اور مطلق محمد شطیح صاحب نے ایک اردو کے رسالہ میں اس کی برائیاں بیان کی ہیں۔ اس سے بچنا اشد ضروری ہے۔ قدرے جتنا بھلا ہے پورا پورا ہی دینا چاہیے۔ غطاء سے جو عیال اسقاط لکھا ہے جس پر اس روایتی اسقاط کو لیا گیا ہے وہ اور چیز ہے جو اشد ضرورت میں اپنی شرطوں کا لحاظ رکھ کر کیا جاتا ہے۔

خطرہ

ہر شخص کو اس بات کا یقین تو پہلے سے ہے کہ معلوم نہیں موت کب آجائے ایک ماں آجائے کے بعد دوسرے کا یقین نہیں کہ آئے گا بھی یا نہیں۔ اس لئے تمام کاموں کی ادائیگی میں جلدی کرنی چاہیے۔

آج کل تو مشاہدہ ہوتا ہے کہ ایک منٹ کا بھی بھروسہ نہیں۔ ہارت الیک دماغ کی رگ پھٹ جانا اور ایک سیڈنٹ کی صورت میں کثرت اموات روزمرہ کا معمول بن چکا ہے۔ ایک منٹ کا بھی بھروسہ نہیں، اس لئے اپنی زندگی ہی میں آخرت کے عذاب سے بچاؤ کا انتظام ضروری ہے تاکہ پاک صاف دنیا سے جانا ہو۔ یہ معلوم بعد میں وارث کچھ کریں یا نہ کریں اور صحیح طریقہ سے کریں یا غلط طریقہ سے۔

ایصالِ ثواب

یعنی اپنی عبادت کا ثواب دوسرے کو پہنچا کر بھی درست ہے عقلاً بھی۔ ہم اپنی تنخواہ دوسرے کو دینے کو کہہ دیں تو سب درست مانتے ہیں، اگر اپنی مزدوری دوسرے کو دلادیں تو سب جائز رکھتے ہیں۔

اسی طرح نفل عبادت، نفل نماز، نفل روزے، نفل صدقہ خیرات، کسی کے نام سے وقف ملای و عطی، غرض سب عبادتوں کے لئے اللہ سے یہ عرض کرنا کہ فلاں کو اس کا

ثواب دینے میں درست ہے۔

حضور علی اللہ علیہ وسلم نے ایک قربانی کر کے عرض کیا ہذا لامنتہ محمد (یہ امت محمد کے لئے ہے) یہ ایصالِ ثواب موجود اور آئندہ آئے واسطے سب لوگوں کے لئے تھا۔

اس سے سو بودہ کی واجب قربانی معاف نہیں ہوتی البتہ اس کا ثواب ملتا ہے، اس لئے درست ہے۔

اسی طرح انبیاء کی دعا کو فرمایا ہے کہ سب صالحین کو پہنچی ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا تھا کہ کوئی ایسا ہے کہ دو رکعت مسجد قبا میں پڑھ کر کہہ دے یہ ابو ہریرہ کے لئے ہیں۔ ان احادیث سے ثابت ہوا کہ ہر نفل عبادت کرنے کے بعد اگر یہ کہہ دیا جائے کہ اس کا ثواب فلاں کو پہنچے تو وہ اس کے لئے ہو جائے گی۔

ایک حدیث مبارکہ میں ہے ”جو نیک طریقہ جاری کرے گا اس کو اس کا ثواب ملے گا اور قیامت تک جو اس پر عمل کرے گا اس کو بھی اس کا ثواب ملے گا“ اور اس کے ثواب سے کسی نہ ہوگی۔“

اس سے معلوم ہوا کہ ہزار پورا ثواب ملتا ہے تقسیم ہو کر نہیں ملتا۔ اس لئے ایسے بزرگوں کو ہر نیک نفل عمل کا ثواب بخشا کریں تو ان کا حق ادا ہوگا اور خود کو بھی اسی قدر ثواب ملے گا۔ علامہ شاہی کہتے ہیں ”نفل نہ کرو سب مسلمانوں کو غلط کرو۔“ اس طریقہ پر بزرگوں کا حق آسانی سے ادا ہو سکتا ہے اور اپنا بھی کام چلتا ہے۔

وقف

ہر شخص یہ چاہا کرتا ہے کہ میرے پاس آمدنی کی ایسی صورت ہو جس سے مجھے ہر وقت آمدنی ہوتی رہے، مجھے کچھ کرنا نہ پڑے۔

اس مقصد کے لئے جائیدادیں ملتی جاتی ہیں، کارخانے، کھیتوں کے حصے کارخانے اور ٹیکسٹائل گاسٹے ہیں، اس سب کے باوجود کسی کو ساری عمر اس کی آمدنی ملتی ہے، کسی کو کچھ عمر تک۔

اسی طرح آخرت کے لئے بھی ایسے کاموں کی ضرورت ہے کہ ہم کچھ کریں نہ کریں ان کا ثواب ہمیں ہمیشہ ملتا رہے۔ اس کے لئے باقیات صالحات ایصال کی ضرورت ہے یعنی ایسے کاموں کی ضرورت ہے کہ جن کا ثواب مرتے سے پہلے بھی اور مرتے کے بعد بھی ملتا رہے۔ خصوصاً آخرت میں کہ ہر دارالعمل میں ہے۔

چنانچہ اگر کوئی چاہتا ہے کہ اس کو یا اس کے والدین اور اعزہ کو یہ ثواب ہمیشہ ملے تو اس کے لئے ایسے اوقات قائم کرنے چاہئیں جن کا ثواب اس کو ہمیشہ ملتا رہے۔ اوقات میں سب سے اہم وقف تو مسجد کا بنانا ہے، جب تک مسجد قائم رہے گی، جتنے لوگ نمازیں پڑھیں گے، جانے والے کو ثواب ملتا رہے گا، چاہے وہ زندہ ہو یا مر گیا ہو۔ اسی طرح قبرستان، خانقاہیں اور دینی مدارس کا قیام ہے کہ جن سے ایسے علماء پیدا ہوتے ہیں جو ہزاروں لاکھوں کا دین درست کرتے ہیں، انکے اس عمل کا ثواب اس بنیوالے کو بھی ملتا رہے گا، اس لئے جو بھی جائیداد کسی دینی کام کے لئے وقف کی جائے گی اس کا ثواب ہمیشہ ملتا رہے گا، ہر شخص کو اپنی حیثیت کے مطابق جہاں تک ہو یہ سلسلہ قائم کرنا چاہئے تاکہ اس کے لئے ہمیشہ ہمیشہ کے ثواب کا سامان ہو جائے۔ فقط واللہ اعلم

(مولانا مفتی) جمیل احمد تھانوی (مدظلہ العالی)

مفتی جامعہ اشرفیہ و صدر ادارہ اشرف التحقیق دارالعلوم فیروز پور والا روڈ لاہور